اسلام
اور
آج کا مسلمان

تألیف

حضرت مولانا سید مفتی مختار الدین صاحب مدظلہ کربوغہ شریف

خلیفہ مجاز برکۃ العصر شیخ الحدیث حضرت اقدس مولانا محمد زکریا مہاجر مدنی
نور اللہ مرقدہ

دار الایمان
DARUL-IMAAN

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تخلیق انسانی کا مقصد

اس کائنات اور تمام مخلوقات کو اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا ہے۔ آسمان و زمین اور ان کے درمیان جتنی چیزیں ہیں اللہ تعالیٰ کے قانون کے مطابق اپنی اپنی ذمہ داری پوری کر رہی ہیں اور وہ ذات اس بات کو خوب جانتی ہے کہ انسانی افکار و افعال میں کون سے افکار و افعال انسان کے لیے مفید ہیں اور کون سے نقصان دہ اور ضرر رساں ہیں۔ اس لیے وہ ذات انسانوں کے واسطے زندگی گزارنے کا پورا قانون بھیجتی ہے تاکہ اس پر چل کر انسان اپنی منزل مقصود تک پہنچ جائے اور اللہ تعالیٰ کی تعلیمات اور قوانین کامل قرآن مجید اور سنت رسول ﷺ ہے اور تاریخ و تجربہ اس پر شاہد ہے کہ خالق کائنات، مالک حقیقی، قادر مطلق، رحیم و کریم اللہ تعالیٰ کی تعلیمات پر جو شخص اور قوم عمل پیرا رہی وہ دنیا و آخرت میں غالب و منصور اور کامیاب و کامران رہی ہے۔ جب کسی معاشرے میں اللہ تعالیٰ کی تعلیمات کو پوری طرح رائج اور نافذ کیا جاتا ہے تو اس معاشرے میں نہ صرف انسانوں کی جان و مال، عزت و آبرو محفوظ ہو جاتی ہے بلکہ اس معاشرے کے افراد میں باہمی الفت و محبت اور رحم و کرم کے ایسے جذبات پیدا ہو جاتے ہیں کہ معاشرے کا ہر فرد ایک دوسرے کا بھائی اور سچا خیر خواہ بن جاتا ہے۔ وہ دوسرے کی عزت اور مال دیکھ کر جلنے کی بجائے اپنی عزت و مال سمجھ کر خوش ہوتا ہے۔ اسی طرح ہر مومن مسلمان کو اس عارضی دنیا میں بھی قلبی اطمینان، عمدہ اور پاکیزہ زندگی میسر آ جاتی ہے اور اس کے لیے ابدی اور حقیقی زندگی میں جو سکون و اطمینان اور خوشیاں میسر آئیں گی وہ تو ہمارے تصورات میں بھی نہیں آ سکتی۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

ترجمہ: جس نے نیک عمل کیا مرد ہو یا عورت اور وہ ایمان بھی رکھتا ہے تو ہم اسے ضرور اچھی اور پاکیزہ زندگی گزروائیں گے۔ (نحل۔ آیت: ۹۷)

اہل کتاب کے متعلق ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

ترجمہ: اور اگر وہ تورات اور انجیل کو قائم رکھتے اور اس کو جو ان پر ان کے رب کی طرف سے نازل ہوا ہے تو اوپر سے اور اپنے پاؤں کے نیچے سے کھاتے۔ (المائدہ۔ آیت: ٦٦)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

پاکیزہ زندگی قرآن کی روشنی میں

ترجمہ: اور بستیوں والے ایمان لے آتے اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچتے تو ان پر آسمان اور زمین سے برکتوں (یعنی نعمتوں) کے دروازے کھول دیتے لیکن انہوں نے جھٹلایا تو ہم نے انہیں کی بداعمالیوں کے سبب گرفت کی۔ (اعراف۔آیت:۹۶)

عربوں کا معاشرہ پوری طرح فاسد ہو چکا تھا۔ دل پھٹ گئے تھے۔ ہر سو سنگدلی اور بے رحمی کا دور دورہ تھا لیکن جب انہوں نے اللہ تعالیٰ کو دل سے مانا اور اس کی بندگی کو اختیار کیا تو اللہ تعالیٰ کے قانون اور وعدے کے مطابق ان کا معاشرہ جنتی بن گیا اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ کا احسان یاد کرو جب کہ تم ایک دوسرے کے دشمن تھے اللہ تعالیٰ نے تمہارے درمیان الفت ڈال دی اور اس طرح تم اس کی نعمت (یعنی ایمان کی وجہ) سے بھائی بھائی بن گئے۔ (سورۃ نساء۔آیت ۶۰)

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور جو لوگ آپ کے ساتھ ہیں کنار کے مقابلے میں سخت ہیں آپس میں رحم دل ہیں۔ (الفتح۔آیت:۲۹)

تاریخ شاہد ہے کہ جب بھی کسی باطل نے صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین اور مومنوں سے ٹکر لی تو وہ پاش پاش ہو گیا نیز اللہ تعالیٰ یہی فرماتے ہیں کہ جب بھی حق اور باطل کا مقابلہ ہوا تو باطل مغلوب اور حق غالب اور منصور رہا اور یہی اللہ تعالیٰ کا اہل حق کے ساتھ وعدہ ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ترجمہ: اور سست نہ ہو اور غم نہ کھاؤ اور تم ہی غالب رہو گے اگر تم ایمان دار ہو۔

(آل عمران۔آیت:۱۳۹)

اللہ کی بندگی کیا ہے

اللہ تعالیٰ کی بتائی ہوئی تعلیمات اور دستورِ اسلامی کا اجمالی اور پورا بیان کلمہ طیبہ ''§ ≤]ü]% ≤]ŸÁâÖÇEV/ '' میں موجود ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں یعنی بندگی کیے جانے کے لائق نہیں اور محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں (یعنی اللہ تعالیٰ کی بندگی محمد ﷺ کے ذریعے ملتی ہے) اور بندگی اس چیز کا نام ہے کہ کسی کے سامنے انتہائی محبت و عاجزی کا اظہار کیا جائے اور دل و جان سے اس کی اطاعت کو اختیار کیا جائے اور اللہ تعالیٰ کی بندگی اور اطاعت صرف شعبہ عبادات ہی میں نہیں بلکہ زندگی کے ہر شعبے میں اس کی اطاعت کرنا اور اس کے احکامات اور نبی کریم ﷺ کے بتائے ہوئے طریقوں کو اختیار کرنا اللہ تعالیٰ کی بندگی ہے۔ چنانچہ کھانے پینے کے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشادِ پاک ہے۔

ترجمہ: اے ایمان والوں اگر تم حقیقت میں اللہ تعالیٰ ہی کی بندگی کرنے والے ہو (اور یہ یقین رکھتے ہو کہ حلال و حرام میں حکم صرف اس کا ہے) تو وہ تمام پاک چیزیں جو ہم نے تمہیں بخشی ہیں انھیں بے تکلف کھاؤ اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو۔ (بقرہ۔ آیت:۱۷۲)

ناپ تول میں کمی اور حقوق کی ادائیگی کے متعلق اللہ تعالیٰ کے ارشاد کا خلاصہ یہ ہے کہ جو ناپ تول میں کمی کرتے ہیں یعنی دوسروں سے اپنا حق پورا پورا حاصل کرتے ہیں لیکن دوسروں کے حقوق کی ادائیگی میں نقصان اور کوتاہی کرتے ہیں تو ایسے لوگوں کا گویا قیامت پر ایمان و یقین نہیں ہے۔ (دیکھیے سورۃ المطففین)

اپنے تنازعوں اور جھگڑوں میں اللہ تعالیٰ کے حکم کو نظر انداز کرنے والوں کی مذمت کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

ترجمہ: (اے پیغمبر ﷺ) کیا تم نے ان لوگوں (کی حالت) کو نہیں دیکھا جن کا دعویٰ تو یہ ہے کہ جو کچھ تم پر نازل ہوا ہے اور جو کچھ تم سے پہلے نازل ہو چکا ہے وہ اس پر ایمان رکھتے ہیں (مگر ان کے عمل کا حال یہ ہے کہ) وہ چاہتے ہیں کہ اپنے معاملات اور جھگڑے طاغوت (اللہ تعالیٰ کے خلاف قانون اور انسان) کے آگے لے جائیں حالانکہ انہیں حکم دیا جا چکا ہے کہ اس سے انکار کریں۔ (اصل یہ ہے کہ) شیطان انہیں اس طرح گمراہ کر کے راہِ راست سے بہت دور لے جانا چاہتا ہے۔ (نساء۔ آیت:۶۰)

اس آیت کریمہ نے اس حقیقت کی وضاحت بھی کر دی کہ جو لوگ اس بات کے مدعی ہیں کہ وہ قرآن پر

ایمان رکھتے ہیں اور اس کے باوجود اپنے جھگڑوں اور فیصلوں کا تصفیہ اللہ تعالیٰ کے قانون کی بجائے غیروں کے قانون سے کرواتے ہیں تو وہ اپنے دعویٰ میں جھوٹے ہیں اور سخت گمراہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

ترجمہ: اور جو لوگ بھی اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ (قانون) کے مطابق فیصلے نہیں کرتے تو وہی لوگ کافر ہیں۔ (المائدہ۔آیت:۴۴)

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ کی قسم مومن نہیں، اللہ کی قسم مومن نہیں۔ آپ ﷺ سے عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ ﷺ کون؟ (یعنی کون ہے جو مومن نہیں) آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ شخص جس کا پڑوسی اس کی ایذارسانیوں سے محفوظ نہیں ہے۔ (صحیح بخاری، صحیح مسلم)

اللہ تعالیٰ کے احکامات سے سرکشی اور نہی عن المنکر نہ کرنے والوں کی مذمت کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ بنی اسرائیل میں سے جو لوگ کافر تھے ان پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے داؤد اور عیسیٰ ابن مریم علیہم السلام کی تعلیمات کی زبان سے (سخت) لعنت کی گئی تھی اور یہ لعنت اس وجہ سے ہوئی کہ وہ اللہ تعالیٰ کی تعلیمات سے سرکش ہوگئے تھے اور زیادتیاں کرنے لگے تھے۔ وہ آپس میں ایک دوسرے کو برے افعال سے نہیں روکتے تھے۔ واقعی یہ بہت برا طرز عمل ہے جسے انہوں نے اختیار کیا ہے۔ (المائدہ۔آیت:۷۹)

جہاد اور قتال کے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ نے مومنوں سے ان کی جان اور مال اس قیمت پر خرید لیے ہیں کہ ان کے لیے جنت ہے وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں لڑتے ہیں اور (کفار و دشمنانِ اسلام کو) قتل کرتے ہیں اور قتل بھی کیے جاتے ہیں۔ (توبہ۔آیت:۱۱۰)

حیاء کے متعلق آپ ﷺ کا ارشاد ہے۔

فان الحیاء من الایمان بلاشبہ حیاء ایمان میں سے ہے۔

(صحیح بخاری، صحیح مسلم)

قرآن مجید نے بھی بے رحم اور بخیل کو بے ایمانوں اور آخرت کے نہ ماننے والوں اور جہنمیوں کی صف میں شامل کیا ہے۔ (دیکھیے سورہ ماعون اور سورہ المدثر کی آیت ۴۲)

نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ:

بعثت لاتمم مکارم الاخلاق میں حسن اخلاق کو پورا کرنے کے لیے بھیجا گیا ہوں۔ (مشکوٰۃ)

قرآن مجید اور نبی کریم ﷺ کے ارشادات میں سے یہ چند آیات اور روایات بطور نمونہ پیش کی گئیں تاکہ ایک مسلمان پر یہ بات واضح ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ کی بندگی صرف عبادات کو اختیار کرنے کا نام نہیں بلکہ زندگی کے تمام شعبوں میں اللہ تعالیٰ کے ہر حکم اور تعلیم کو دل و جان سے ماننے اور اس پر عمل کرنے کا نام ہے اور اللہ تعالیٰ کی بندگی اور اسلام کے بڑے بڑے شعبے عقائد، عبادات، معاملات اور اخلاقیات اور حقوق و آداب ہیں۔ ان حقوق و عقود کی حفاظت کے لیے حدود و تعزیرات، سزا، قضاء کے نظام کا قیام اور فقیروں و مظلوموں کے مددگار، امن و سکون کے پورے نظام کو دنیا بھر میں پھیلانے اور نافذ کرنے کے لیے امر بالمعروف و نہی عن المنکر اور دعوت و جہاد ہیں۔

طاغوتی نظر و فکر

قرآن مجید کو کھول کر غور سے دیکھیں تو ہمیشہ کفر و نفاق کا نظریہ اور سوچ یہ رہی ہے کہ جو طریقہ آباؤ اجداد سے چلا آ رہا ہے خواہ وہ کتنا ہی غلط کیوں نہ ہو اس پر چلنا چاہیے نیز یہ کہ دین و مذہب کا تعلق صرف پوجا اور پرستش کی حد تک ہے باقی زندگی کے تمام معاملات و معاشرت وغیرہ اس سے خارج ہیں۔ آج سیکولرازم کو دیکھیے اس کا خلاصہ بھی یہی ہے کہ زندگی کے اجتماعی کام مثلاً سیاست اور معیشت وغیرہ دین و مذہب سے آزاد ہیں۔ اس میں انسان کی عقل و تجربہ اور جمہوری اقدار جس طریقے کو پسند کریں اسی کو اختیار کرنا چاہیے۔ دین و مذہب کو ان چیزوں پر کوئی بالادستی حاصل نہیں نیز جو شخص جس چیز کی پرستش میں اور جس مذہب میں سکون پائے وہی مذہب اختیار کر لے اور کسی کو یہ کہنے کا حق نہیں کہ کس کا مذہب باطل ہے کیونکہ ان کے نزدیک مذہب کوئی چیز نہیں اور وہ اسے ایک نفسیاتی چیز سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ ایک ذاتی معاملہ ہے اس میں حق و باطل کا کوئی سوال نہیں بس جو شخص جس کی پرستش اور جس مذہب میں سکون پائے وہی اس کے لیے صحیح ہے۔

انبیاء علیہم السلام کا طرز تعلیم

اور اس کے برعکس آسمانی کتابوں اور پیغمبروں کی تعلیم ہمیشہ یہ رہی کہ ساری کائنات اللہ تعالیٰ نے بنائی ہے اور آسمان و زمین ساری چیزوں کے مالک صرف اللہ تعالیٰ ہیں اور انسانوں کے پاس جو نعمتیں ہیں خواہ جسمانی مثلاً آنکھیں، ناک وغیرہ یا دنیا کا مال و متاع یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی ہیں انسان کسی چیز پر بھی اللہ تعالیٰ کی مرضی

سے آزاد ہو کر خود مختارانہ تصرف کرنے کا حق نہیں رکھتا ہے۔ مثلاً حضرت شعیب علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا کہ صرف اللہ تعالیٰ کی بندگی کرو کیونکہ اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔ ناپ تول میں خیانت نہ کرو اور لوگوں کو ان کا پورا حق دیا کرو اور ملک میں شر وفساد نہ پھیلاتے پھرو اور لوٹ مار نہ کرو تو لوگوں نے یوں جواب دیا:

ترجمہ: انہوں نے کہا اے شعیب کیا تیری نماز تجھے یہی حکم دیتی ہے کہ ہم ان چیزوں کو چھوڑ دیں جنھیں ہمارے باپ دادا پوجتے تھے یا اپنے مالوں میں اپنی خواہش کے مطابق معاملہ نہ کریں بے شک تو البتہ بردبار نیک چلن ہے۔ (سورہ ھود۔ آیت: ۸۶ تا ۸۷)

غور کریں حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم یہی سمجھتی تھی کہ دین ومذہب صرف پرستش اور عبادات کی حد تک محدود ہے۔ معاملات اور معاشرت میں اس کا کوئی دخل نہیں اس میں ہم خود مختار ہیں کہ جس طرح چاہیں معاملہ کریں۔

مسلمانوں کا موجودہ طرز زندگی

آج کل مسلمانوں کی انفرادی اور اجتماعی حالت کا بغور جائزہ لیا جائے تو یہ حقیقت کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ ایمان اور اسلام کی وجہ سے جو معاشرہ بنتا ہے مسلمانوں کا معاشرہ اس کے بالکل برعکس ہے۔ ایک عام مسلمان مسلمان سے نہیں بلکہ دیندار مسلمان سے بیزار ہے مسلمان کا مسلمان سے اعتماد اٹھ گیا ہے اربوں کی تعداد میں مسلمان ہونے کے باوجود مسلمان ذلت ورسوائی کی زندگی بسر کر رہے ہیں اور عددی اکثریت کے باوجود ہر جگہ مغلوب اور مقہور ہیں۔ مسلمانوں کے کسی ملک میں بھی پورے قوانین اسلام کی بالادستی اور حکمرانی موجود نہیں حالانکہ بظاہر امت مسلمہ نے اسلام کو نہیں چھوڑا بلکہ روزانہ پانچ وقت کلمہ شہادت سے فضائیں گونج رہی ہیں مساجد میں نمازیوں کے لیے جگہ نہیں ملتی، ایام حج میں کئی میل کا میدان عرفات حاجیوں کو نہیں سمو سکتا، یہی حال دوسری عبادات کا ہے۔ بلکہ دعوت وتبلیغ، وعظ ونصیحت، دینی درسگاہیں اور خانقاہیں بھی اس قدر زیادہ ہیں کہ شاید اس کی نظیر سابقہ ادوار میں بھی نہیں ملے گی لیکن اس کے باوجود مسلمان روز بروز ترقی کے بجائے تنزل کی اتھاہ گہرائیوں میں جارہا ہے اور معاشرہ رحمدلی کے بجائے سنگدلی کی طرف بڑھ رہا ہے اور افتراق وانتشار اور ذلت کا شکار ہے۔

مسلمانوں کی موجودہ ذلت و پستی کی وجہ

اس کی وجہ یہ ہے کہ ایک منظم شیطانی سازش کے تحت مسلمانوں کے ذہن سے اسلام کے ابتدائی کلمہ کا مفہوم بھی نکالا گیا اور لوگوں نے لا الہ الا اللہ کا مطلب یہ لے لیا ہے کہ بس زبان سے یہ کلمہ پڑھو یا اس کا صرف ورد کرو تو تم مسلمان ہو کر جنت کے مستحق ہو جاؤ گے یا سمجھا گیا کہ صرف اللہ کی عبادات کرو نماز ادا کرو، روزے رکھو اور ان چیزوں میں ریا کاری سے اپنے آپ کو بچاؤ اور جو اس سے بھی آگے بڑھا تو انہوں نے یہ سمجھا کہ قبروں اور آستانوں کو سجدہ کرنا توحید کے منافی ہے لیکن اس میں شک نہیں کہ عقائد و عبادات دینِ اسلام کی اصل بنیاد ہیں اگر عبادات کا نظام کمزور ہو جاتا ہے تو انسان کا رشتہ اللہ تعالیٰ سے کٹ جاتا ہے اور وہ ہوائے نفس میں مبتلا ہو جاتا ہے اور اس کا ہر کام نفس اور دنیا کی خاطر ہو جاتا ہے۔ (دیکھئے اعراف۔ آیت: ۱۴۹)

لیکن اس کا یہ مطلب بھی تو نہیں کہ عبادات کو اس انداز سے پیش کیا جائے کہ دین کے باقی تمام شعبوں کی اہمیت ہی ختم ہو جائے کیونکہ یہی کفر اور طاغوت چاہتا ہے کہ کوئی شخص دین و مذہب میں پرستش کی حد سے آگے نہ بڑھے اس لیے ایک عرصے سے مسلمانوں پر مسلسل یہ نظریہ مسلط کیا جا رہا ہے کہ اسلام کی چکی صرف عقائد اور عبادات کے گرد گھومتی ہے اس کے بعد انسان اپنے معاملات اور زندگی کے دوسرے امور میں آزاد ہے گویا اللہ تعالیٰ صرف نماز روزہ کا الٰہ ہے باقی تمام امور کا الٰہ یا تو خود انسان کا اپنا نفس اور عقل ہے اور یا پھر طاغوتی اور سرکش قوتیں ہیں چنانچہ مسلمان اللہ کی بندگی میں نفس اور دوسری قوتوں کو شریک کر کے انسانیت کی بلندی سے گر پڑے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

ترجمہ: جس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرایا گویا وہ آسمان سے گر پڑا۔ (الحج۔ آیت: ۳۱)

اسلام صرف عقائد و عبادات کا نام نہیں

یہ بات آپ کو کھٹکے لیکن مجھے امید ہے کہ اس کی علامات اور دلائل کو سامنے لایا جائے تو یہ بات کھل جائے گی کہ واقعی عام مسلمان نہیں بلکہ دیندار طبقہ بھی اس مرض کا شکار ہے اسلام کو صرف عقائد و عبادات کی حد تک ہی محدود سمجھتا ہے۔ اگر مسلمان عقائد اور عبادات کو بھی کما حقہ قائم کریں تو پھر بھی باقی شعبوں کی طرف رہنمائی ملتی لیکن انہوں نے تو عقائد اور عبادات کے نظام کو ایسے رنگ میں پیش کیا ہے کہ گویا معاملات و معاشرت کا سرے

سے اسلام میں تصور ہی نہیں البتہ معاملات میں سے صرف نکاح وطلاق کے مسائل کو سیکھتے سکھاتے ہیں۔ باقی تمام معاملات، معاشرتی زندگی، حقوق، اخلاقیات، قضاء وسزا کا نظام ان کی نظروں سے اوجھل ہوگیا ہے یہی وجہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی خالص بندگی سے محروم ہیں۔ چنانچہ بڑے بڑے دیندار اور پرہیز گار، تہجد گزار، مدرسین و متعلمین ومبلغین سودی لین دین کرتے ہیں اور معاملات کے کھوٹے ہیں اور کفریہ نظاموں کے ساتھ اتحاد واتفاق کر چکے ہیں۔ اس کے باوجود عام لوگوں کی نظر میں ان کے اسلام بلکہ پرہیز گاری پر بھی کوئی حرف نہیں آتا۔ بظاہر ہم دیکھتے ہیں اگر کسی دیندار معاشرہ میں العیاذ باللہ کوئی شخص نماز چھوڑ دیتا ہے تو اس معاشرہ اور ماحول میں وہ فاسق فاجر سمجھا جائے گا اور بلا شبہ ایسا شخص فاسق وفاجر اور قابلِ ملامت ہے کہ اس نے دین کے ایک ستون کو گرا دیا ہے لیکن جس نے پورے دینِ اسلام ہی کو گرا دیا ہے اپنے معاملات میں حرام وحلال کی پرواہ نہیں کرتا، جھوٹ، وعدہ خلافی کو اپنا شیوہ بنا رکھا ہو، اخلاقِ رذیلہ سے بچنے کی کوشش نہیں کرتا اور بے دین حکمرانوں کے جھنڈے لے کر ان کی مدح وثناء میں اس کی زبان تر رہتی ہے۔ آخر اسے صرف نماز وتصوف یا صرف دین کی باتیں کرنے کی وجہ سے کیوں پرہیز گار سمجھا جاتا ہے۔ اس کے برعکس ایک شخص معاملات کا کھرا ہے، حقوق کی ادائیگی کا پورا اہتمام کرتا ہے، اسی طرح دوسرے دینی فرائض اور ذمہ داریاں حسن وخوبی سے ادا کر رہا ہے لیکن وہ کثرت سے نوافل کا عادی نہیں، اس کا لباس وضع قطع ایک خاص طرز پر نہیں تو اس کا نام پرہیز گاروں کی فہرست سے خارج ہوتا ہے اور اس کے برعکس بندوں کے حقوق کو ضائع کرنے والا اگر صرف کثرت سے نوافل کا عادی ہے اور لوگوں کے سامنے دین کی باتیں کرتا پھرتا ہے تو تارکِ فرائض واجبات بھی ہمارے معاشرے میں ولی اللہ، بزرگانِ دین اور پرہیز گار سمجھے جاتے ہیں۔ کیا یہ سب کچھ اس بات کی علامات اور دلائل نہیں کہ معاملات، حقوق، اخلاقیات وغیرہ جیسے اہم امور کی اہمیت مسلمان کے دل سے ختم ہوگئی ہے اور اس نے اسلام کو صرف عقائد وعبادات بلکہ اپنے اختیار کردہ فروعی مسائل کی حد تک محدود کر رکھا ہے۔

موجودہ حالات اور دیندار طبقہ

جماعتوں، جمیعتوں، درسگاہوں اور خانقاہوں کو دیکھئے تو معلوم ہوجائے گا کہ ان کے نزدیک بھی اسلام صرف چند عبادات کا نام رہ گیا ہے یہی وجہ ہے کہ موجودہ نظامِ تعلیم میں جتنی اہمیت عبادات کو دی جاتی ہے اتنی اہمیت دوسرے شعبوں کو نہیں دی جاتی۔ کتاب الایمان پر چند ماہ گزر جاتے ہیں۔ معاملات، اخلاق اور دوسرے

ابواب کی صرف تلاوت کی جاتی ہے ان کی تفصیل تو کیا ان کا ترجمہ بھی نہیں کیا جاتا ہے۔ شعبان رمضان میں مختلف مکاتبِ فکر والے تفسیرِ قرآن مجید کے دورے کراتے ہیں۔ اس ماہ میں ہر مکتبِ فکر صرف اپنے نظریات مثلاً توسل کا ماننا یا اس کا انکار، حیاتِ نبوی کا انکار یا اثبات وغیرہ جیسے مسائل کے لیے ان کے یہ تفسیری دورے وقف ہوتے ہیں اور ان سے فارغ شدہ افراد بس انہی مسائل میں خود بھی الجھتے ہیں اور دوسروں کو بھی الجھائے رکھتے ہیں بعض لوگ جو مغربی جمہوریت کے رنگ میں رنگ چکے ہیں یا کمیونزم سوشلزم یا کیپیٹلزم اور سیکولرازم سے سیراب ہو چکے ہیں ان کے یہ تفسیری دورے صرف سوشلزم، جمہوریت اور دوسرے کفریات اور ان کے اثبات کے لیے وقف ہوتے ہیں یہی وجہ تو ہے کہ مسلمان تو کیا علماء کی اکثریت بھی نماز روزہ جیسے امور کے جزوی مسائل سے تو واقفیت رکھتے ہیں اور رفع یدین، آمین بالجہر جیسے اولیٰ یا خلاف اولیٰ کے مسائل پر تو لڑتے رہتے ہیں لیکن اخلاقیات، معاشرت اور معاملات وغیرہ جیسے امور کی ابتدائی معلومات سے بھی بے خبر ہوتے ہیں۔ مسلمانوں کے اندر دینی جماعتیں بھی کام کرتی ہیں لیکن ان کا محور بھی عبادات اور مستحبات یا آداب ہی رہتا ہے اور ان کی دعوت بھی صرف عبادات و مستحبات کی حد تک ہوتی ہے نیز ہمارے ہاں امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے بے جان ڈھانچے موجود ہیں جن کا کام کھلے اور یقینی وحقیقی منکرات کا مٹانا نہیں بلکہ ان کا امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا محور ایسے اختلافی اور ترجیحی مسائل ہوتے ہیں جنھیں تعلیم، درس وتدریس کی حد تک ہی محدود رہنا چاہیے۔ اسے ان نافہموں نے تبلیغ وتردید کا میدان بنا کر امت مسلمہ کو فروعی مسائل کی بنیاد پر ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ہے۔ مسلمان ممالک اور غیور مسلمان جہاد بھی کرتے ہیں لیکن ان کے جہاد کا مقصد صرف اپنی سرحدوں کی حفاظت ہے اگرچہ سرحدی حدود کی حفاظت بھی ضروری ہے لیکن ہمارے جہاد سے کفر و باطل کو مغلوب کرنا، حدود اللہ اور دینِ اسلام کی حفاظت خارج ہے۔ دنیا بھر میں مسلمانوں کی حکومتیں بھی پائی جاتیں ہیں لیکن ان کے حکمران اسلام دشمن اور کافر ہیں یا ایسے کفار پرور ہیں جو اسلام دشمنی میں کفار سے بھی بازی لے گئے ہیں اور مسلمانوں میں مغربی جمہوریت اور مغربی تہذیب، بے دینی اور بے حیائی پھیلانے پر کمر کس چکے ہیں اور مسلمانوں پر بڑی ڈھٹائی سے کفریہ طاغوتی قوانین کو نافذ کیے ہوئے ہیں۔ مسلمان ممالک میں سرحدی حدود اور حکومت کی حفاظت کے لئے مسلمان فوجیں بھی موجود ہیں لیکن ہماری یہی فوجیں دانستہ یا نادانستہ طور پر اسلام کی ترویج اور نفاذ میں رکاوٹ بنی ہوئی ہیں اور ہماری یہ قوت بھی اپنی سرحدوں کی حفاظت سے زیادہ اسلام کے مٹانے اور طاغوتی قوانین اور

ظالمانہ نظام کی حفاظت کے لیے وقف ہے۔ کیا مسلمانوں کا یہ سارا عمل اس حقیقت کو ثابت نہیں کرتا کہ ان کے نزدیک اسلام صرف چند عبادات اور ذکر واذکار کا مجموعہ ہے؟ اور زندگی کے باقی تمام امور کو اسلام سے خارج کر دیا ہے اور دینِ اسلام کو عبادت گاہوں، تعلیم گاہوں اور ذاتی گھروں تک محدود کر کے اسلام کا حلیہ بگاڑ دیا ہے جس کی وجہ سے سیاسی، معاشی اور قانونی سطح پر دینِ اسلام کی گرفت ختم ہو چکی ہے نتیجہ یہ ہوا کہ کروڑوں بلکہ اربوں مسلمان جن میں نام نہاد پرہیزگار، علماء، مشائخ، مبلغین، خطباء، طلباء اور عام دین داروں کی تعداد کروڑوں تک پہنچنے کے باوجود معاشرہ میں اسلامی تہذیب کی بجائے کفریہ تہذیب پھیل رہی ہے۔ انسانوں اور خصوصاً مسلمانوں کے اندر خلفشار وانتشار، بے رحمی، ظلم، جبر واستبداد روز بروز بڑھ رہے ہیں اور مسلم مومن جو پورے عالم کے امن کے ذمہ دار تھے اور جن کے سامنے باطل ہر وقت سرنگوں رہتا تھا آج ایمان کا جوہر کھو جانے کی وجہ سے دوسروں کا دست نگر بن کر کفر اور باطل کی آغوش میں پناہ لینے پر مجبور ہو گئے اور یہ سب کچھ اس لیے ہوا کہ ہم نے اسلام اور ایمان کے نام پر اسلام اور ایمان سے بے وفائی کر کے منافقانہ رویہ اختیار کیا اور یاد رکھیں کہ منافق لوگ ہی دنیا وآخرت میں ذلیل اور اسفل سافلین عذاب سے دوچار ہوتے ہیں۔ حالانکہ مسلمانوں کے پاس تو قرآن مجید جیسی کتاب موجود ہے جس میں زندگی کے تمام شعبوں کے متعلق تعلیمات و ہدایات موجود ہیں اور انہی کی پیروی اللہ تعالیٰ کی بندگی ہے اور اللہ تعالیٰ اپنی بندگی میں ہر طرح کے شرک سے منع فرماتے ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے:

ترجمہ: جو شخص اپنے پروردگار سے ملنے کی آرزو رکھتا ہے (قیامت اور آخرت، جزا وسزا کے قانون کو مانتا ہے) تو اس کو چاہیے کہ صالح عمل (یعنی اللہ تعالیٰ کی پوری بندگی کو اختیار کرے اور اس کی نافرمانی سے بچے) اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک (یعنی حصہ دار) نہ بنائے۔ (کہف۔ آیت: ۱۱۰)

مفسرین نے جو یہ لکھا ہے کہ اس سے مراد نیک اعمال جیسے نماز میں ریاکاری کرنا اللہ تعالیٰ کی عبادت میں شرک ہے یعنی شرکِ خفی ہے اس سے غلط فہمی میں مبتلا نہ ہوں کہ اس کا تعلق صرف ریاکاری ہی سے ہے۔ بلکہ مطلب تو یہ ہے کہ بندگی کی صورت میں کیے ہوئے عمل میں اگر دکھلاوا آ جائے تو اسلام اس کو برداشت نہیں کرتا اور وہ عمل شرک قرار دیا جاتا ہے تو جو شخص اللہ تعالیٰ کی بندگی کا اقرار کرنے کے باوجود بھی عبادات کے سوا باقی تمام معاملات میں طاغوتی قوانین اور اپنے نفس کی بندگی اور اطاعت میں گرفتار ہو تو اس کے شرک ہونے میں کیا

شبہ باقی رہ جاتا ہے۔

توحید کی امانت میں خیانت

مسلمانوں کی موجودہ حالت کا اگر بغور جائزہ لیا جائے تو یہ بات تسلیم کرنا پڑے گی کہ مسلمان کے اندر سے توحید اور اللہ تعالیٰ کی خالص بندگی کی روح نکل چکی ہے۔ شرک کی بہت سی اقسام جو کفار و مشرکین اور منافقین میں پائی جاتی ہیں وہ آج مسلمان میں بھی پائی جاتی ہیں اگرچہ بہت سے مسلمان ایسے ہیں جو قبروں کی پرستش سے منع کرتے ہیں لیکن وہ بھی اللہ تعالیٰ کے سوا دوسرے زندہ الہوں اور خداؤں اور طاغوتی طاقتوں کی پرستش میں مبتلا ہیں۔ حالانکہ یہ یہود کی طاغوت پرستی ہی تو تھی کہ وہ اپنے ایسے لیڈروں کی پیروی کرتے تھے جو اللہ تعالیٰ کی تعلیم و ہدایت کے مقابلے میں لوگوں سے اپنی ہوائے نفس کی پیروی کراتے تھے اور منافقین کی طاغوت پرستی یہ تھی کہ وہ اپنے بعض معاملات کو یہود و نصاریٰ کی عدالتوں میں لے جاتے تھے۔ آج کا مسلمان تو طاغوت پرستی، نفس پرستی، قوم پرستی میں مشرکین، یہود و نصاریٰ اور منافقین سے بھی بازی لے گیا ہے مسلمانوں کے معاملات، معاشرت، تہذیب، سیاست اور معیشت ہر ایک شعبہ پر طاغوتی قوتوں کا غلبہ ہو چکا ہے بلکہ مسلمان ممالک کا نظامِ حکومت بھی طاغوت بن چکا ہے اور مسلمان اس کے اندر صرف استعمال ہی نہیں ہوتے بلکہ وہ اس طاغوتی تہذیب و تمدن، سیاست و معیشت کو ترقی دینے اور بڑھانے کی جد وجہد میں لگے ہوئے ہیں آج مسلمان اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ قانون کے بجائے طاغوت کے بنائے ہوئے قانون کے مطابق فیصلوں کو اختیار کرتا ہے اور اپنی ساری کی ساری قوتیں اور صلاحیتیں اسی طاغوتی اور شیطانی تہذیب و سیاست وغیرہ کے فروغ اور پھیلانے میں صرف کر رہے ہیں یہی نہیں بلکہ مسلمانوں کے حکمران علی الاعلان کتاب اللہ اور قانون الٰہی کا مذاق اڑا رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ العیاذ باللہ شریعت کے احکام فرسودہ، ناقابل عمل اور عقل و تہذیب کے خلاف ہیں۔ پھر عوام ہی نہیں بلکہ سیاسی نام نہاد علماء بھی لوگوں سے اپنی محبت اور الفت کے رشتے استوار کر کے ان کی پشت پناہی کرتے ہیں اور مغربی جمہوریت کو اسلامی سیاست کا نام دیکر عوام کو فریب دے رہے ہیں۔ بہر حال آج کے مسلمان نے عبادات کے سوا دوسرے تمام امورِ زندگی میں یا تو اپنے نفس کو الٰہ بنا رکھا ہے یا پھر ان لوگوں کو جن کی مادی قوت اور طاقت سے وہ مرعوب ہو چکے ہیں بلکہ سمجھدار مسلمانوں کی اکثریت بھی ایسی بن چکی ہے کہ وہ سب کچھ جانتے ہوئے بھی مفاد پرستی کے مرض میں مبتلا ہیں اور جہاں بھی کوئی حکمِ الٰہی ان کے مفاد سے ٹکراتا ہے تو وہاں اللہ تعالیٰ

کی بندگی کی راہ ٹوٹ جاتی ہے۔حالانکہ قرآن پاک نے منافقین کی مفاد پرستی کو بھی شرک قرار دیکر فرمایا ہے:

ترجمہ: لوگوں میں سے کوئی ایسا بھی ہے جو کنارہ پر رہ کر اللہ کی بندگی کرتا ہے اگر اسے کوئی خیر پہنچتی ہے تو مطمئن ہو جاتا ہے اور اگر کوئی آزمائش آگئی تو فوراً منہ موڑ لیا اس شخص نے دنیا بھی برباد کی اور آخرت بھی یہی تو کھلا ہوا خسارہ ہے۔ (حج۔آیت:۱۱)

آج کل اکثر مسلمانوں کا حال یہی ہے کہ انہوں نے اپنے آپ کو پوری طرح اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی تعلیمات اور ہدایات کے حوالے نہیں کیا ہے بلکہ جس حد تک وہ اسلام کی پیروی میں کوئی نقصان نہیں دیکھتے اس حد تک وہ مسلمان ہیں لیکن جہاں بھی ان کے کسی دنیوی مفاد کو نقصان پہنچتا ہوا نظر آتا ہے یا زندگی کی آزمائشوں سے دوچار ہونا پڑتا ہے تو وہیں سے اسلامی قوانین وہدایات سے منہ موڑ لیتا ہے اور یہی منافقت ہے یاد رہے کفر کبھی منافقت سے نہیں ڈرتا اور جو قوم بھی دینِ اسلام کے ساتھ منافقانہ رویہ اختیار کرتی ہے اور بعض دین کو اختیار کر کے بعض کو چھوڑ بیٹھتی ہے تجربہ شاہد ہے کہ وہ قوم دنیا وآخرت میں ذلیل کن عذاب سے دوچار ہو جاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

ترجمہ: کیا تم کتاب کے ایک حصہ پر ایمان رکھتے ہو اور دوسرے حصہ کا انکار کرتے ہو پھر جو تم میں سے ایسا کرے اس کی یہی سزا ہے کہ دنیا میں ذلیل ہو اور قیامت کے دن بھی سخت عذاب میں دھکیلے جائیں اور اللہ اس سے بے خبر نہیں جو تم کرتے ہو۔ (البقرۃ آیت:۸۵)

کامل مومن عالم کفر کے لئے خطرہ ہے

مسلمانوں کی حالت دیکھیں تو اربوں ہونے کے باوجود دنیا میں ان کی کوئی حیثیت نہیں ہر جگہ ذلیل وخوار ہیں اور کفر وطاغوت کو جذبہ دیکر زندگی کی تلخ گھڑیاں گزار رہے ہیں حالانکہ مسجدیں نمازیوں سے بھری ہوتی ہیں ،لا الٰہ الا اللہ کی آوازیں بلند ہو رہی ہیں، لاکھوں نہیں بلکہ کروڑوں کی تعداد میں لوگ ایسے بھی ہیں جو صرف خود اپنی ہی نماز نہیں پڑھتے بلکہ دوسروں کو بھی اس کے لیے بلاتے ہیں اور گھر گھر دینی درسگاہیں بن چکی ہیں لیکن کفر اور طاغوت کو مزید ترقی ہو رہی ہے۔اس کی وجہ یہ ہے کہ کفر اور طاغوت نے کبھی بھی ادھورے مسلمان سے شکست

نہیں کھائی اور نہ ہی اس سے کبھی خطرہ محسوس کیا ہے بلکہ کفر اور باطل کو ہمیشہ ایسے مسلمان نے شکست دی اور اس سے باطل کو خطرہ رہا ہے جو پوری طرح اللہ تعالیٰ کی بندگی کی طرف لوگوں کو بلاتا ہے۔ ایسے ہی مسلمان کے خلاف ہمیشہ کفر چیختا رہتا ہے اور اس کے مقابلہ میں آجاتا ہے۔ انبیاء علیہم السلام کو ان کے بلند اخلاق اور کردار کے باوجود ان کی قوموں نے برداشت نہیں کیا تھی کہ خلقِ عظیم پر فائز شخصیت خاتم النبیین ﷺ کو بھی اپنا وطن چھوڑنا پڑا۔ یہ کیوں؟ صرف اس لیے کہ ایسی عظیم شخصیتوں سے ہی کفر لرزہ براندام تھا باقی رہے ایسے نام نہاد مسلمان جو ایمان باللہ اور ایمان بالرسول ﷺ کے ساتھ ساتھ دوسری تہذیبوں کی اطاعت کو بھی روا رکھتے ہوں یا جن کے لا الٰہ کی ضرب اور مار صرف مردہ خداؤں ہی پر پڑتی ہو اور ان کی ضرب سے دنیا میں زندہ خداؤں طاغوتی اور سرکش قوتوں کو کوئی ضرر نہ پہنچتا ہو تو ایسی بے دھار تلوار سے نہ شیطان چیختا ہے اور نہ طاغوتی اور شیطانی تہذیب کیونکہ شیطانی طاقتیں، تہذیبیں اور طاغوتی حکمران تو اس بات پر خوش ہوتے ہیں کہ پوجا اور پرستش جس کی چاہے ہوتی رہے البتہ اطاعت اور پیروی ان کی ہوتی رہے اور وہ آج کا مسلمان کر رہا ہے اس لیے پوری دنیا میں صرف اس مسلمان کے خلاف کفریہ اور طاغوتی ادارے کام کرتے ہیں جو زندگی کے ہر شعبہ میں صرف اللہ تعالیٰ کی بندگی کی آواز اٹھائے۔ نیز اس زمانے کی اسلامی تحریکیں بھی اپنے قول و بیان سے تمام زندگی پر محیط اسلام کو چند مخصوص شعبوں تک محدود کر رہی ہیں۔

مسلمانوں کی موجودہ ذلت و پستی کا علاج

اس میں کوئی شک نہیں کہ ہمارے بعض علماء کرام اور دردمندوں نے انسانیت کے سامنے پورے اسلام کو سامنے رکھ کر سمجھایا اور سمجھا رہے ہیں لیکن اسلام دشمن قوتیں جس قدر منصوبہ بندی کے ساتھ اسلام کو مٹانے کی کوشش کر رہی ہیں نیز خود اسلام کے نام پر جو تحریکیں چل رہی ہیں۔ وہ اپنے عمل اور بیان سے اسلام کو چند شعبوں تک محدود کر رہی ہیں تو ان ساری مخالف کوششوں کی موجودگی میں یہ چند آوازیں اس کام کے لیے ناکافی ہیں ۔اس لیے وقت کا اہم ترین تقاضا اور فرض یہ ہے کہ ایسی صالح اور مصلح جماعت کھڑی ہو جو مسلمانوں میں توحید کا صحیح شعور پیدا کر کے لوگوں کو عبادت و بندگی کا اصل مفہوم بتائے اور یہ جماعت صرف زبان و قلم سے نہیں بلکہ اپنے عمل سے خدا کی توحید کی قولی و عملی شہادت اور گواہی دے یہ خود اللہ تعالیٰ کی بندگی کے رنگ میں رنگے ہوئے ہوں اور دوسروں کو بھی اللہ تعالیٰ کے رنگ میں رنگنے کے لیے کھڑے ہو جائیں اور وہ قوم، وطن اور نسل و خاندان

کی ساری بندشوں کو توڑ ڈالیں نیز کسی خاص قوم کی سیاسی برتری، عددی اکثریت اور معاشی فوقیت کی کوئی ادنیٰ سی خواہش بھی ان کے دل ودماغ کے کسی کونے میں چھپی ہوئی نہ ہو۔ اس کی دشمنی دنیا کے کسی ایک باطل سے نہ ہو بلکہ دنیا بھر کے ہر باطل اور فساد کے ساتھ ہو اور اس کا کام ہی صرف یہ ہو کہ دنیا بھر کے انسانوں کے سامنے اپنے عمل وبیان سے پورے اسلام کو لائیں جس سے پوری انسانیت اس ظالمانہ اور سنگ دلانہ چکی سے نکل کر اسلام کے امن وامان اور رحم دلانہ پرسکون اور پاکیزہ نظامِ حیات میں داخل ہو کر دنیا وآخرت میں کامیاب وکامران ہو جائے اور اسی مقصد کے حصول کے لیے کربوغہ شریف سے ایک تحریک اٹھی ہے جس کا نام ''تحریک ایمان و تقویٰ'' ہے یہاں ایسی تربیتی اور تعلیمی مجالس ہوتی ہیں جن سے انسان کے اندر پورے دین کا شعور پیدا ہوتا ہے اور وہ تمام انسانوں کا غم خوار بن جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو پورے دین اسلام پر چلنے کا مزہ چکھا دیں اور ہمیں پورے اسلام پر ثابت قدم رکھیں تاکہ ایسے حال میں دنیا سے رخصت ہوں کہ وہ ہم سے خوش اور راضی ہوں اور ہم اس سے خوش اور راضی ہوں۔

بندہ مختارالدین، کربوغہ شریف

۱۴ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۶ ہجری